عقل دا منداتے حکمران

جہان تازہ

(ف۔ر۔ی)

اللہ تعالیٰ ہی جانے کہ یہ محاورہ کس نے ایجاد کیا تھا ''جنہاں دے گھر دانے۔ اونہاں دے کملے وی سیانے'' لیکن اس کو سو فیصد سچ ہوتے ہر شخص اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ کہ ہمارے اس معاشرے میں کسی کی نیکی' تقویٰ و پرہیز گاری اس کی دیانت و امانت یا خلوص و وفا کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ معاشرہ سرمایہ دار یا جاگیردار کو عزت دیتا ہے جس کا نظارہ آپ اپنے ادارے۔ دفتر' فیکٹری اور کارخانے میں بخوبی کر سکتے ہیں کہ آپ جس قدر سچے اور محنتی ہوں پوری ہمدردی اور خیر خواہی سے اپنی ذمہ داری کو ادا کرتے ہوں لیکن اگر آپ غریب ہیں آپ کی کوئی سفارش اور اپروچ نہیں تو ایک چپڑاسی سے لیکر جی ایم تک آپ کو انسان سمجھنے کے لیے بھی تیار نہیں لیکن اگر آپ کوئی بھاری جیب یا سفارش رکھتے ہیں یا اور کچھ نہیں تو آپ کی پشت پر اگر کوئی ایک آدھ...... ہو تو پھر بھی آپ دیکھیں گے کہ باوجود آپ کی حیثیت ایک ملازم اور ورکر ہونے کے سربراہ ادارہ (فیکٹری' کارخانہ وغیرہ) تک آپ کے سامنے کس طرح بچھے جاتے ہیں اور یہ وبا آپ اپنے گلی محلے تک میں دیکھ سکتے ہیں کہ بلدیاتی الیکشن کا شور وغوغا ہے آپ خود فیصلہ کرلیں کہ ہمارا معاشرہ کس قسم کے لوگوں کو سپورٹ کر رہا ہے۔ مگر آج کی نشست میں میرا موضوع حکمران ہیں کہ جن کی اپنی کوئی سوچ اور فکر نہیں ہوتی (الا یہ کہ جہاں ان کے اپنے یا خاندانی مفادات وابستہ ہوں تو پھر صرف اپنی نظر سے دیکھتے اور اپنے کانوں سے سنتے اور دماغ سے سوچتے ہیں) بلکہ اپنے محکموں یا ایجنسیوں اور ذاتی کارندوں کی رپورٹوں پر ہی اعتماد کرتے ہوئے فیصلے صادر کرتے اور اپنا ذہن بناتے ہیں یہ تک سوچنے کی زحمت گوارہ نہیں کرتے کہ یہ حکم زمینی حقائق سے کس حد تک مطابقت رکھتا ہے مثلاً آج کل ایک ''فرمان شاہی'' کو نافذ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ مساجد میں صرف ایک ہی ہارن لگایا جائے اس سے زائد اتار دیئے جائیں اب سوچنے والے بات یہ ہے کہ جو آواز چار' چھ یا آٹھ لاؤڈ سپیکروں سے آتی تھی کیا وہ آواز ایک لاؤڈ سپیکر سے نہیں نکلے گی اگر آج کوئی خطیب یا مقرر کہتا ہے کہ شیعہ کافر ہیں یا بریلوی مشرک ہیں یا دیوبندی بدعقیدہ ہیں یا کوئی اہل

حدیث پر الزام تراشی کرتا ہے تو کیا ایک لاؤڈ سپیکر نے یہ آواز باہر پہنچانے سے انکار کر دینا ہے کہ یہ جملے بڑے بھاری اور سخت ہیں لہٰذا میں یہ ادا نہیں کر سکتا؟؟؟...... نہیں ہرگز ایسا نہیں۔ تو پھر کیا یہ قانون بنانے اور نافذ کرنے کی بجائے کہ صرف ایک لاؤڈ سپیکر ہو یہ قانون بنانا اور نافذ کرنا زیادہ مفید اور بہتر نہ تھا کہ کوئی مقرر یا خطیب بھلے وہ دو چار کی بجائے دس لاؤڈ سپیکر استعمال کرے لیکن وہ کوئی ایسا جملہ نہیں بول سکتا جو حقائق کے منافی اور نامناسب ہو۔ لیکن یہ تو وہی لوگ سوچیں گے جو اپنی عقل کا استعمال کرتے ہوں۔ اب ٹریکٹر ٹرالیوں' دکانوں' بازاروں حتیٰ کہ سبزی وغیرہ کی ریڑھیوں پر لاؤڈ سپیکر سے قابل اعتراض اور فحش کیسٹ سنائے جا رہے ہیں لیکن ساری خرابی کی جڑ مساجد کے سپیکر کو سمجھ لیا گیا جس کا نقصان یہ ہوا کہ بعض لوگوں تک اذان کی آواز نہیں پہنچ پاتی اور وہ بے چارے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

ویسے ان لوگوں سے عقل کے استعمال کی کیا توقع کی جا سکتی ہے جن کی پارٹی اعلانیہ طور پر شہر شہر دھڑے بندی کا شکار ہو اور یہ لیڈر صاحب ان کا تصفیہ کرانے اور اتحاد قائم کرنے کی بجائے وہ ضلع اور شہر ہی اوپن چھوڑ دیں جس کی بڑی مثال فیصل آباد اور چنیوٹ ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اپنی کابینہ کے ارکان اور سینئر سرکاری وزیر چار چار سال تک ایک دوسرے سے بات کرنے کے روادار نہ ہوں اور یہ "سربراہ حکومت" ان کے اختلافات ختم نہ کروا سکتے ہوں ظاہر ہے کہ سچ اور جھوٹ کو نکھار نہیں سکتے یا جھوٹے کو جھوٹا کہنے کی جرات نہیں اور اگر نہیں اس اختلاف اور سنگین صورت حال کا علم نہیں تو اس سے بڑھ کر نااہلی اور کیا ہو سکتی ہے یا پھر یہ سب کچھ ان کی اشیر باد سے ہو رہا ہے؟ قارئین جو مرضی نتیجہ اخذ کر لیں۔

قارئین ذی وقار!

اتنا بھی زیادہ تعجب کرنے کی ضرورت نہیں جو لوگ اپنے دوست اور دشمن کو نہ پہچان سکیں۔ مخلص اور مفاد پرست میں فرق نہ کر سکیں ان سے عقلمندی کی توقع رکھنا تو شاید بذات خود قابل غور ہے۔

ورنہ آج سعودی عرب جیسا مخلص دوست اور محسن ناراض نہ ہوتا اسی بے عقلی کا ہی نتیجہ ہے کہ کبھی امریکہ کی منتیں ہو رہی ہیں تو کہیں ترکی کو اپنے تعاون کی پیش کشیں کی جا رہی ہیں جو تعاون سعودی عرب اور خصوصاً حرمین شریفین کی حفاظت کے لیے جائز نہیں تھا وہ ترکی جیسے ملک کے لیے لازمی کیسے ہو گیا؟ لیکن سچ کہا کسی نے "عقل نہیں تے موجاں ای موجاں"